سوزخوانی
(حرف و صوت)

نیر مسعود

(۱)

عزاداری کے مراسم میں رثائی کلام کو لحن سے پڑھنے کا رواج قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ اس خوانندگی کی دھنیں ہندوستانی لوک سنگیت سے ماخوذ تھیں۔ یہی لوک سنگیت ہماری کلاسیکی موسیقی کے بہت سے راگوں کی بھی بنیاد ہے۔ ہندوستان کی عوامی دھنوں کو موسیقی کے استادوں نے تراش خراش کر کے اور اصول و ضوابط کا پابند بنا کر مختلف راگوں کی شکل دی۔ لیکن عزاداری والا کلام ان ضابطوں کا پابند نہیں تھا، البتہ اس کلام کے کہنے اور پڑھنے والوں میں بعض بہت خوش الحان اور فن موسیقی کے ماہر بھی تھے۔ میر و سودا کے زمانے کے شاعر سید عبد الولی عزلت سورتی کو ان کی مہارت فن کی وجہ سے امیر خسرو ثانی کہا جاتا تھا۔ انھوں نے رثائی شاعری بھی کی اور مجالس عزا میں ان کی خوانندگی ایک سماں باندھ دیا کرتی تھی۔ عزلت اور دوسرے باکمالوں کی وجہ سے رثائی کلام کی خوانندگی کلاسیکی موسیقی کے قریب آ گئی اور رفتہ رفتہ لحن سے مرثیے وغیرہ پڑھنے کی روایت ایک فن کی حیثیت اختیار کرنے لگی۔ اس سلسلے میں سب سے اہم نام لکھنؤ میں نوابی دور کے میر علی کا ہے جو موسیقی کے زبردست استاد تھے۔ انھوں نے مرثیہ خوانی کی ضابطہ بندی کی اور مختلف راگوں سے استفادہ کر کے رثائی کلام کی بڑی پر اثر دھنیں تیار کیں اور ان کے کثیر التعداد شاگردوں نے اس خوانندگی کو ایک فن کی حیثیت سے فروغ دیا۔

ابتدا میں اس فن کو ''مرثیہ خوانی'' کہا جاتا تھا، لیکن اس کے بالمقابل میر ضمیر، میر انیس وغیرہ نے تحت اللفظ مرثیہ خوانی کو بھی ایک فن بنا دیا تھا جس کے اپنے اصول و ضوابط مقرر تھے۔ یہ خوانندگی لحن والی خوانندگی سے بہت زیادہ مقبول اور مروج ہوئی اور اس کو بھی مرثیہ خوانی کہا جانے لگا۔ اشتباہ سے بچنے کے لیے لحن والی مرثیہ خوانی کو ''سوزخوانی'' کا نام دے دیا گیا۔

دھیرے دھیرے سوزخوانی میں راگ راگنیوں کا عمل دخل بڑھنے لگا۔ لیکن سوزخوانی کے استادوں نے اپنے اوپر یہ شرط عائد کر لی کہ ان کی خوانندگی پر کلاسیکی گائکی کے خیال، دھرپد وغیرہ کا دھوکا نہ ہونے پائے۔ یہ بہت کڑی شرط تھی جس کو استاد سوزخوانوں نے بہ احسن وجوہ پورا کیا۔ موسیقی کے بعض بڑے استاد مثلاً عبدالکریم خاں، رجب علی خاں، فیاض خاں وغیرہ سوزخوانی بھی کرتے تھے لیکن اس میدان میں شہرت حاصل نہ کر سکے۔ استاد بڑے غلام علی خاں سے یہ قول منسوب ہے کہ سوزخوانی ہماری گائکی سے زیادہ مشکل فن ہے۔

سید محمد نصرت علی دہلوی سوزخوانوں کے بیان میں بتاتے ہیں:

> ان کی ذاکری کا قاعدہ یہ ہے کہ ایک شخص جس کو ''صاحب بستہ'' کہتے ہیں، بیچ میں بیٹھتا ہے اور دو آدمی دونوں پہلوؤں میں بیٹھتے ہیں۔ دہنی طرف والے کو ''بازو'' اور بائیں طرف والے کو ''جوابی'' کہتے ہیں۔ آواز ملا کر پڑھتے ہیں۔
>
> (تاج التواریخ)

لیکن ''بازو'' اور ''جوابی'' ایک ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ ''بازو'' صرف ایک سر میں ''آ'' کی آواز نکالتا رہتا ہے جسے ''آس دینا'' کہتے ہیں۔ ''جوابی'' صاحب بستہ کی پڑھت کو بیچ بیچ میں دہراتا رہتا ہے۔ میر کا شعر ہے ؎

فصل خزاں میں بلبل ہے گل کا مرثیہ خواں
مرغان باغ سب ہیں اس کے جوابیوں میں

ماہر سوزخوان طرح طرح کے فنی کمال دکھاتے تھے۔ کبھی ایک ہی مرثیہ کے ہر بند یا ایک ہی بند کے ہر مصرعے کی بندش ایک الگ راگ میں ہوتی تھی۔ اس کے لیے ''راگ ساگر'' کی اصطلاح مقرر تھی۔ اس خوانندگی میں مختلف راگوں کو بڑے کمال کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا جاتا تھا۔ نادر صاحب سوزخوان نے ایک مجلس میں سامعین کو مخاطب کر کے کہا، ''اب میں رجز کا ایک بند پڑھتا ہوں، اگر تحت اللفظ کا لطف آ جائے تو درود پڑھیے گا۔'' سوزخوانی اور رجز خوانی میں بعد المشرقین ہے، لیکن نادر صاحب نے وہ بند اس ڈپٹ اور کڑک کے ساتھ ادا کیا کہ ساری مجلس درود پڑھنے لگی۔

سوزخوانی کے فن پر ابھی بہت کم لکھا گیا ہے۔ البتہ حال ہی میں سید سکندر آغا نے ایک قابل قدر کتاب ''سوزخوانی، تاریخ و تذکرہ'' (۱۹۹۹) لکھی ہے۔ اس میں اس فن کی مختصر تاریخ کے ساتھ چیدہ چیدہ پرانے اور معاصر سوزخوانوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں اور ان کے بستوں سے اس کلام کے نمونے بھی دیے گئے

ہیں جس پر سوز کی دھنیں بنائی گئی ہیں۔ اس کلام میں بہت جگہ یہ بھی درج ہے کہ اسے کس راگ میں پڑھا جائے گا۔

سوز خوانی کے لیے منتخب کلام کے کچھ مجموعے بھی معمولی طور پر چھپے تھے۔ ان میں بھی کہیں کہیں کلام کے ساتھ اس کے راگ کی نشان دہی کردی گئی ہے۔ اس طرح کا ایک بہت عمدہ قلمی مجموعہ ذخیرہ مسعود حسن ادیب میں موجود ہے۔ یہ رثائی کلام کا بھی اہم انتخاب ہے۔ ہر سوز سے پہلے اس کے لیے مقرر شدہ راگ کا نام بھی درج ہے۔ مجموعہ ناقص الطرفین ہے۔ اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں کل کتنے راگوں کے سوز جمع کیے گئے تھے۔ موجودہ صورت میں ان راگوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

جن راگ راگنیوں میں سوز باندھے گئے ہیں ان کی فہرست حسب ذیل ہے:

۱۔ اساوری
۲۔ الھیا
۳۔ الھیا آمیزش دھناشری
۴۔ الھیا بہاگ مرگ
۵۔ ابیری
۶۔ ایمن
۷۔ ایمن کلیان
۸۔ باگیسری
۹۔ بہاس
۱۰۔ برزق
۱۱۔ بسنت
۱۲۔ بلاول
۱۳۔ بندرابنی
۱۴۔ بہاگ
۱۵۔ بہاگ مرگ
۱۶۔ بہاگڑا
۱۷۔ بھیروں
۱۸۔ بھیروں صبح
۱۹۔ بھیروں مقام
۲۰۔ بھیم پلاسی
۲۱۔ بھیم سارنگ
۲۲۔ پٹ منجری
۲۳۔ پرج
۲۴۔ پنچم راگ
۲۵۔ توڑی
۲۶۔ جانکی
۲۷۔ جون پوری
۲۸۔ جونپوری توڑی
۲۹۔ جھنجھوٹی
۳۰۔ جیت
۳۱۔ چھایانٹ
۳۲۔ دیس کار
۳۳۔ رام داس کی ملار
۳۴۔ رام کلی
۳۵۔ زیلف
۳۶۔ ساونی
۳۷۔ سری راگ
۳۸۔ سندھ
۳۹۔ سندھ بھیروں
۴۰۔ سندھرا
۴۱۔ سنگھڑا
۴۲۔ سورٹھ
۴۳۔ سوہا
۴۴۔ سوہنی
۴۵۔ شدھ سارنگ
۴۶۔ کافی
۴۷۔ کالندرا
۴۸۔ کانگڑا
۴۹۔ کامود
۵۰۔ کانھڑا
۵۱۔ کدارا
۵۲۔ کلیانی
۵۳۔ کھٹ راگ
۵۴۔ کھماج
۵۵۔ کھماج بہاگ مرکب
۵۶۔ کھماج جھنجھوٹی مرکب
۵۷۔ گن کلی
۵۸۔ گوجری
۵۹۔ گوری
۶۰۔ گوڑ سارنگ
۶۱۔ گوند

۶۲۔ للت
۶۳۔ مالسری
۶۴۔ مالکوس
۶۵۔ مرگ کھماج جھنجھوٹی
۶۶۔ میاں کی ملار
۶۷۔ میگھ
۶۸۔ نایکی
۶۹۔ نٹ
۷۰۔ نٹ ملاری
۷۱۔ ہمیر
۷۲۔ ہنڈول
۷۳۔ ہیم سارنگ

(۲)

• ذیل میں راگوں کے تحت پڑھے جانے والے کچھ سوز درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ اساوری (مرثیہ راگ ساگر)

اصحاب جب امام کے بے سر ہوئے تمام
اولادِ پر عقیل کی میداں میں آئی کام
جعفر کے پوتوں نے کیا دادا کا اپنے نام
قاسم نے پھر سلاح کو زیب کمر کیا

۲۔ الہیا

جب پہنچی عزیزو یہ خبر چرخ بریں پر
بے سر ہے پڑا سبط نبیؐ آج زمیں پر
کوئی رونے بھی آتا نہیں لاش شہ دیں پر
یہ سن کے عجب صدمہ ہوا روح الامیں پر
رو رو کے کہا کہا قتل ہوا جان علی ہے
زہرا کے کلیجے پہ چھری آج چلی ہے

☆☆

اے مجرئی جب چھد گئی اصغر کی گردن تیر سے
تب مسکرا کر ہنس دیا رخصت ہوا شبیر سے

☆☆

جب بے کسوں کو شام کے زنداں میں گھر ملا
بولی سکینہ یہاں بھی نہ میرا پدر ملا
کیا کیا نہ رنج یہاں مجھے شام و سحر ملا
بچھڑا ہوا چچا نہ مرا آن کر ملا

ہر کوچ میں میں سنتی تھی اور ہر مقام میں
بابا چچا ملیں گے تجھے ملک شام میں

۳۔ الہیا آمیزش دھناشری

سونگھی ہے جس نے مرقد شاہ زمن کی بو
مجرائی اس کو پھر نہیں بھاتی چمن کی بو

۴۔ الہیا بہاگ مرگ

رو سلامی سارے دن آہیں کیا کرو رات بھر
قتل کی شب کو رہے تھے شاہ مضطر رات بھر

۵۔ اہیری

سکینہ خواب میں بولی سلام لو بابا
یتیم بچی کو جنت میں لے چلو بابا

۶۔ ایمن

لکھ منقبت ولی والا
ہم نام خدا علی اعلیٰ
وہ نفس نبی یہ نص آیہ
قرآں میں جس کا ہے کنایہ
وہ حامی دین مصطفیٰؐ ہے
باللہ کہ وہ مظہر خدا ہے

☆☆

جب رن میں گئے زینب ناشاد کے پیارے
اور ڈوب گئے شام کے بادل میں وہ تارے
جس وقت کہ جنگاہ سے آگے کو سدھارے
ماں آئی چلی ڈیوڑھی پہ بے تابی کے مارے
پہنچی یہ خبر بنت شہنشاہ نجف کو
بیٹے گئے لڑتے ہوئے دریا کی طرف کو

☆☆

جب طبل جنگ کی ہوئی رن میں صدا بلند
شور نشور فوج عدو سے ہوا بلند
ایسا غبار رن میں ہوا تھا ہوا بلند
اک تازہ آسماں تھا بروئے ہوا بلند
تیر نگاہ چرخ پہ جانے سے رہ گیا
خورشید آسماں نظر آنے سے رہ گیا

☆☆

جب گرے گھوڑوں سے زینب کے پسر میداں میں
اور تڑپنے لگے ہو لوہو سے تر میداں میں
شہ نے اکبر سے کہا بیت کے سر میداں میں

عون و جعفر نہیں آتے ہیں نظر میداں میں
بولا وہ رخ ادھر ان کے نہیں پھرتے دیکھے
دو ستارے سے زمیں پر تو ہیں گرتے دیکھے

۷۔ ایمن کلیان

اے رازدار احمدؐ مختار السلام
اے یادگار حیدر کرار السلام

۸۔ بہمری

کیا کروں شادی قاسم کا میں احوال رقم
واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جس دم
بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم
گائے تقدیر و قضا یہ بدھاوے باہم
قاسما مرگ جوانانہ مبارک باشد
جلوۂ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

۹۔ بہاس

اے چرخ غافلی کہ چہ بیداد کردہ ای
وز کین چہا دریں ستم آباد کردہ ای
کام یزید دادہ ای از کشتن حسین
بنگر کرا بہ قتل کہ دل شاد کردہ ای
ترسم ترا دمے کہ بہ محشر در آورند
کز آتش تو دود ز [؟]در آورند

☆☆

جب اکبر مظلوم کا گھوڑا ہو روانہ
جا رن میں اسوار کے لاشے کو پچھانا
تب سر کو پٹک بولا یہ شبیر کے نانا
تم اپنے نواسے کا جگر آکے بچانا

۱۰۔ یزق

کیا بھری عابد پہ دکھ چرخ نے ڈالے ہیں
کانٹوں پہ تو چلنا ہے اور پاؤں میں چھالے ہیں

☆☆

ماں اصغر کی کہتی ہے رو رو بچے کے سو جانے کو
تھپک تھپک سب دیں ہیں لوری دیں دیہوں چونکانے کو

☆☆

قید خانے میں سکینہ کو جو لائی تقدیر
رو رو کہنے لگی ہے ہے مرے بابا شبیر
کیوں نہیں لیتے خبر آج ہوئی ہوں میں اسیر
آؤ اب میری تمھاری ہے ملاقات اخیر

نصف شب تک بھی یہاں چھوٹا ہے شہوار مرا
دیکھ لو آن کے یہ آتی ہے دلدار مرا

۱۱۔ بسنت

نبی کے باغ میں کس دھوم سے ہے آئی بہار
ہزار وصف تسلیم ساتھ لائی بہار

۱۲۔ بلاول

دیکھ کر صبح کو میں مضطرب الحال نسیم
پوچھا کیوں ڈھونڈھتی ہے آج یہ تو ہفت اقلیم
بولی مسلم کے بیٹے ہوں گے وہ دو تھے جو یتیم
ایک کا نام محمدؐ ہے دوم ابراہیم

۱۳۔ بندرابنی

جس وقت لگا اکبر ذی شان ٹھکانے
بھرائی نہ تھے بانو کے اوسان ٹھکانے

☆☆

انسان کی نے نہ کیا ظلم ہوا ہے
ظالم نے محمدؐ کا جگر قتل کیا ہے
دل حیدر کرار کا اس غم سے کٹا ہے
سر حضرت زہراؑ کا مصیبت میں کھلا ہے

۱۴۔ بہاگ

یہ قتل دیکھ زینب شہ کا تن چاک
تجلی بجرے کو کرنے پیرہن چاک

۱۵۔ بہاگ مرگ

(ورق غائب)

۱۶۔ بہاگڑا

اے بھری رو رو کے یہ فرماتی ہے بانو
اکبر علی کی لاش پہ اب جاتی ہے بانو

☆☆

مقتل پہ آ سکینہ پکاری سلام لو
اے بابا میں ہوں بیٹی تمھاری سلام لو

۱۷۔ بھیرویں (مرثیہ وراگ ساگر)

اے چرخ حیف تو نے ستم اس قدر کیا
جنت میں روح فاطمہ کو نوحہ گر کیا
سردار دو جہاں کا جدا تن سے سر کیا
زہرا کی بہو بیٹیوں کو دربدر کیا

☆☆

جب ہوا وقت جھا تیز میں سامان سحر
یک بیک ہونے لگا چاک گریبان سحر
تر گئے کرنے ملک اشکوں سے دامان سحر
سر طوبیٰ پہ گیا نالۂ مرغان سحر
غیب سے آئی ندا صبح شہادت آئی
عرش سے آتی تھی آواز قیامت آئی

☆☆

وقت سجدے کا جو اے مجرئی آیا تا تھا
سر شہ تیزے پہ قبلے کو جھکا جاتا تھا

☆☆

زنداں کی طرف ہند جو پچھلے پہر آئی
حیراں ہوئے درباں زن حاکم کدھر آئی
وہ بولی میں بے وجہ نہیں ننگے سر آئی
سر ننگے مجھے خواب میں زہرا نظر آئی
آتی ہے صدا کان میں خالق کے ولی کی
اللہ کرے خیر حسین ابن علی کی

☆☆

کربلا میں جو شہ دین کے خیام آپہنچے
اور حرم شاہ کے خیموں میں تمام آپہنچے
پڑ گیا غل کہ مدینے سے امام آپہنچے
شہدا اپنی شہادت کے مقام آپہنچے
چہرے کٹ جائیں گے سب تیغوں سے جلادوں کی
کل قضا دیکھے گی نہرست نبی زادوں کی

۱۸۔ بھیرویں صبح

رخصت کو علی اکبر جب ماں کے قریں آیا
مرنے پہ کمر کس کر وہ ماہ جبیں آیا
بانو کو نظر جس دم فرزند حزیں آیا
یہ سینہ و سر پیٹا غش اس کو وہیں آیا
رو رو کے کہا پیارے کیا جی میں یہ آئی ہے
اب اپنی سواری کیوں ڈیوڑھی پہ منگائی ہے

۱۹۔ بھیرویں مقام

گذر منزل تسلیم و رضا مشکل ہے
سہل ہے عشق بشر عشق خدا مشکل ہے
وعدہ آسان ہے وعدے کی وفا مشکل ہے
جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے
یہ فقط ختم ہوا فاطمہ کے جانی سے
مشکلیں جتنی ہوئیں کام میں وہ آسانی سے

☆☆

جب کوفیوں نے مل کے کہا کیا مضائقہ
دنیا ملے گی دیں نہ ملا کیا مضائقہ
شہ نے کہا کہ حق ہے بھلا کیا مضائقہ
گر اس میں سر بچا نہ کیا مضائقہ

۲۰۔ بھیم پلاسی

لاڈلی سکینہ پوچھت ہیں بار بار بابل بیر مورے اب کون گھر آئیں گے
نکست ہیں پران ہوک اٹھت ہیں کریجے ماد بکت ہے چھاتی موہ موہ ہوئیں دکھائیں گے
ہوں تو ہتھیاری سی جیا کی پھوپھا ری سی نیٹھی ہوں تراس آس نا ری نھاوں گی
جانی ہم بیتے دن بہت بھی نا آئے ڈھگ [کذا] کرنل میں شہید علی اکبر ہو جائیں گے

☆☆

زبس عرش بریں پر ہے شہ دلگیر کی جاگہ
تو جنت کیوں نہ ہو مجرائی شبیر کی جاگہ

۲۱۔ بھیم سارنگ

(اوراق غائب)

۲۲۔ پٹ منجری

ہے سلام اس پہ حرم جس کے گرفتار پھرے
جنس غم ساتھ لیے بر سر بازار پھرے
[تیز دیکھیے کا مود]

۲۳۔ پرج

اے مجرئی قاسم بنا جس دم گیا مارا
عباس نے کاندھے سے علم اپنے اتارا
آ کر در خیمہ پہ یہ زینب کو پکارا
مجرے کے لیے آیا ہے یہ بھائی تمھارا

☆☆

جب لگا تیر ستم شاہ کی پیشانی پر
دھاریں لوہو کی بہیں چہرۂ نورانی پر
تھا عجب وقت پڑا فاطمہ کے جانی پر
دسترس مالک کوثر کو نہ تھا پانی پر
دیکھتا تھا کبھو خیمے کو کبھو دریا کو
سامنا لاکھوں ستم گاروں سے تھا تنہا کو

☆☆

عباس نے جب کوچ کیا ملک عدم کو
بھائی کا نہایت ہوا غم شاہ امم کو
آنکھوں سے لگاتے تھے یہ کہہ مشک و علم کو
عباس علی داغ بڑا دے گئے ہم کو

خوں اشکوں کی جا آئے نہ کیوں دیدۂ تر میں
اس داغ سے واللہ پڑا زخم جگر میں

۲۴۔ ٹھم راگ

چمن میں آئی ہے جس کی یہ رت مرے نین سے کوئی نہارے
ہوا کی چھاتی پہ بال بہ مرغ کھینچتا ہے الم کے آرے

۲۵۔ توڑی

حسینی قافلہ جب کربلا کے دشت میں آیا
ستمگاروں کے ہاتھوں سے نہایت رنج و دکھ پایا
نہ پانی پینے پائے اور نہ دانہ تین دن پایا
حسین ابن علی نے تب یہ ہو لاچار فرمایا
تمھیں اس مجمع میں دانہ اور پانی خدا دیوے
خبر نانا محمدؐ لیوے یا مشکل کشا لیوے

۲۶۔ جاجلی

اے سلامی وطن شاہ تو کچھ دور نہ تھا
لیک شبیر کو پھر جانا ہی منظور نہ تھا

☆☆

سلام اس پر جو ہے محبوب حق کا ماہ کنعانی
کہ جس کے نور حق سے مہر و مہ دونوں ہیں نورانی

۲۷۔ جون پوری (مرثیہ راگ ساگر)

جنت کے بعد آئی جو تلوار درمیاں
لڑنے لگے امام کے لشکر کے سب جواں
جس کو امام جن و بشر نے کہا کہ ہاں

☆☆

اس نے گروہ شام کو زیر و زبر کیا

☆☆

اس پر سلام جس نے بلا اختیار کی
چھوڑی وہ راہ راہ رضا اختیار کی

۲۸۔ جون پوری توڑی

اے سلامی بخت اگر اپنے رسا ہو جائیں گے
راہی ہم اک روز سوئے کربلا ہو جائیں گے

۲۹۔ جھنجھوٹی

کون سے ظلم کا سجاد پہ طغیاں نہ ہوا
تو بھی اے مجرئی ذرہ وہ ہراساں نہ ہوا

☆☆

اس کو مجرا یہ کبھی جس کی تمنا نہ گئی
ساتھ سب بابا کے گھر سے گئے صغرا نہ گئی

☆☆

وہ جو کہتے ہیں کیا وہ پہر تھی صبح شہادت کی
سو کیوں نہیں کہتے وہ وہ پہر تھی روز قیامت کی
حسینی فوج کی خاطر کھلی تھی راہ جنت کی
یزیدی قوم سرگرداں ماری ہوئی تھی لعنت کی

۳۰۔ بیت

کیا مشت خاک جا کے مقابل ہو نور سے
جس جا کہ جبرئیل کا مجرا ہو دور سے

۳۱۔ چھایانٹ

اے سلام جو گھونگھٹ میں بیٹھی روتی ہے
اس اجڑے سہرے میں موتی سے کچھ پروتی ہے

۳۲۔ دیس کار (مرثیہ راگ ساگر)

پہنچا حریم کعبہ میں جس دم وہ تاجدار
خط کوفیوں کے شاہ کو پہنچے کئی ہزار
رہنے دیا نہ شاہ کو کعبے میں زینہار
گھر میں خدا کے ظالموں نے شور و شر کیا

۳۳۔ رام داس کی ملہار

نکلی ہے آہ مجرئی اشکوں کا کر کے ساتھ
جھونکے ہوا کے چلتے ہیں جوں ابر تر کے ساتھ

۳۴۔ رام کلی (مرثیہ راگ ساگر)

پہنچا یہ فرق فاتح خیبر کو جب شکست
دین نبی کا اٹھ گیا دنیا سے بند و بست
بولے حسن حسین یہ مل مل کے اپنے دست
تقدیر نے جہاں میں ہمیں بے پدر کیا

۳۵۔ زیلف

ہے سلام اس پہ جو ہے سرو خرامان گلستان شہنشاہ نجف رونق بستان محمد
ماہتاب فلک لطف و کرم زیب دہ مسند تسلیم و رضا مہر درخشان محمد

۳۶۔ ساونی

امام رہبر خدا کے مظہر علی کے دلبر سلام لینا
قسیم کوثر شفیع محشر غریب پرور سلام لینا

۳۷۔ مسری راگ

اے کمر بستہ بہ خوں ریزی اولاد رسولؐ
ہیچ (...؟) ز خداوند جہاں شرم نہ بود
ہیچ اندیشہ نہ کردی کہ رسول الثقلین
در بے حرمت ایشان چہ وصیت فرمود

☆☆

زرم جزائے قاتل اوچوں رقم زنند
یک بارہ برجرید وہ رحمت قلم زنند

۳۸۔سندھ

جب اصغر کو اماں نے غربت دکھائی
کوئی دودھ کی بوند مطلق نہ پائی
تب اصغر کی آنکھوں میں اک نیند آئی
شلوکے اپر اس نے گردن جھکائی

☆☆

جب خالی گھوڑا خیمے میں آیا امام کا
ماتھا لہو سے سرخ تھا اس خوش خرام کا
غل کر رہا تھا غول وہ سب فوج شام کا
سر کٹ گیا حسین علیہ السلام کا
زینب کی چھاتی دیکھ کے گھوڑے کو پھٹ گئی
اگلے سموں سے آکے سکینہ لپٹ گئی

۳۹۔سندھ بھیرویں

جب کہ شبیر کی ڈیوڑھی پہ سواری آئی
پیٹتی روتی ہوئی شاہ کی پیاری آئی
بولی میں چھاتی سے لگنے کو تمھاری آئی
سب تو مارے گئے کیا آپ کی باری آئی
تم اگر جاتے ہو رن کو مرے پیارے بابا
ہم کو بھی لیتے چلو ساتھ ہمارے بابا

☆☆

جب ہوا لشکر اسلام صف آرا رن میں
اور نقیبوں نے جوانوں کو پکارا رن میں
ہو چکا جنگ کا سامان جو سارا رن میں
کیا حضرت نے رفیقوں کو اشارہ رن میں
یعنی مت دیر کرے سر جسے کٹوانا ہو
جائے دنیا سے وہ جنت میں جسے جانا ہو

۴۰۔سندھڑا

فی الحقیقت نطق اے یارو یہاں بے کار ہے
دل سلام شاہ کہتا ہے زباں بے کار ہے

۴۱۔سنگھورا

جب سے میں دیکھا ہے گردوں پہ محرم کا ہلال
روز و شب مجھ کو رہا کرتا ہے رونے سے خیال
کہہ نہیں سکتا کسو سے آہ اپنے دل کا حال
ابر گردوں بار گر دیکھو تو ہے میرا رومال

☆☆

ہے سلام اس پر جو کہتی تھی کی بھائی دیکھیے
بھانجے لڑتے ہیں دونوں کی لڑائی دیکھیے

۴۲۔سورٹھ

تسلیم اسے جس کو غم بے پدری ہے
اور تشنہ لبوں کے لیے چشموں میں تری ہے

☆☆

مجرا اسے جو حلق پہ کھا تیر رہ گیا
اس وقت آہ کھینچ کے شبیر رہ گیا

۴۳۔سوہا

سلامی کیونکے وطن وہ شہ زماں پھر جائے
جو ملک غیر میں اس شہ سے اک جہاں پھر جائے

۴۴۔سوہنی

قید ہو لاش پہ بھائی کی جو زینب آئی
بولی مجرا لو مرا اے مرے بے سر بھائی

۴۵۔شدھ سارنگ [" سدھ صالہنگ"]

روتے ہیں آل مصطفےٰ ہائے حسین کیا ہوا
شاہ شہید کربلا ہائے حسین کیا ہوا
نور دو عین مرتضیٰ ہائے حسین کیا ہوا
مظہر نور کبریا ہائے حسین کیا ہوا

۴۶۔کافی

نہ مجرئی کی ہو گردن میں کیوں بھلا زنجیر
جو عابدیں کے رہے ظلم کی بہ پا زنجیر

☆☆

سلام اس پہ جو کہتا تھا گرفتاری ہے اور میں ہوں
تپ ہجر پدر کی دل کو بیماری ہے اور میں ہوں

☆☆

خیال طرز سخن کو جو دل میں لاؤں میں
اور اپنی طبع کا کچھ زور آزماؤں میں
تو پھر سلام بھی ایسا ہی کہہ سناؤں میں
بہت سا جس کا صلہ روز حشر پاؤں میں

۴۷۔کالنڈرا

سلام اس پر جو کہتا تھا توانائی کی یہ صورت
قدم اٹھتے نہیں اور دشت پیمائی کی یہ صورت

☆☆

اس کو مجرا جو دم قتل ہراساں نہ ہوا
دیکھ کر آئینہ خنجر کا بھی حیراں نہ ہوا

۴۸۔ کانگڑا

پہنچے شہیدِ کے جب اہل حرم کوفے میں
ہوئی اک خلق تماشے کو بہم کوفے میں
کہا زینب نے یہ بادیدۂ نم کوفے میں
آج جاتے ہیں عجب شکل سے ہم کوفے میں
ایک دن آئے تھے یہاں اپنے پدر کے ہمراہ
یا تو آج آئے ہیں شبیر کے سر کے ہمراہ

☆☆

جب دختران فاطمہ و شیر کردگار
ہمشیر ہائے شبر و شبیر نام دار
ہوکر اسیر فوج ستمگر قضائے کار
برناقۂ برہنہ جو ہونے لگیں سوار
رَن کو اٹھا کے ہاتھ یہ بولیں بہ شور و شین
بے پردہ آج ہم ہوئے فریاد یا حسین

۴۹۔ کامود

ہے سلام اس پر حرم جس کے گرفتار پھرے
جنس غم ساتھ لیے بر سر بازار پھرے

[نیز دیکھیے پٹ منجری]

۵۰۔ کاھرا

عابدیں کہتے ہیں اے پروردگار
ایک بھائی کو بھی رکھتا روزگار
یک دگر اس وقت ہو کر غم گسار
روتے آپس میں گلے مل زار زار

☆☆

نئی یہ شادی بیاہ کی کس کے تو نے فلک رچائی ہے
کس دکھیاری کا ہے جایا کس سکھیا کی جائی ہے
سر چھاتی نقارے ہیں فریاد و فغاں شہنائی ہے
سوز جگر ہے آتش بازی ہر اک آہ ہوائی ہے

۵۱۔ کدارا

مجرئی کہتی تھی زینب غم کی ماری یاد ہے
ذبح ہونا بھائی کا بھاوج کی زاری یاد ہے

۵۲۔ کلیان

ہوئے جب قتل سب مجرائی رن میں برچھیاں کھا کے
پرے خالی ہوئے چاروں طرف سے شاہ تنہا کے
گئے جنت کو سب خدام اس درگاہ والا کے
حرم کا شور تھا اور خیمے اردوے معلیٰ کے

☆☆

صبا درود تو اس شہ کے لال کو پہنچا
جمال جس کا نبی کے جمال کو پہنچا

۵۳۔ کھٹ راگ (مرثیہ راگ ساگر)

منظور تھی امام کو جو مرضی الٰہ
کعبے سے تب عراق کی جانب چلا وہ شاہ
دی آن کر خبر یہ کسی نے میان راہ
اعدا نے قتل آپ کا پیغام بر کیا

۵۴۔ کھماج

موا اے مجرئی نوشاہ جو بن کے نکو
اس کی دلہن نے کیے سو ہے برن کے ٹکڑے

☆☆

قاسم نے جو دلہن کو بادیدۂ تر دیکھا
اور اشکوں کو چہرے پر جوں سلک گہر دیکھا
نہوڑا ہوا زانو پر دلہن کا جو سر دیکھا
کہنے لگا اے صاحب تم نے نہ ادھر دیکھا
عمو کی مصیبت پر جلتا ہے جگر میرا
میں رات کا مہماں ہوں ہے کوچ سحر میرا

☆☆

جناب زینب نے قید خانے سے شام کے جب نجات پائی
اور اس غریب الوطن کو قسمت دوبارہ پھر کربلا میں لائی
یکا یک اس کو وہ دشت غم خیز کربلا کا دیا دکھائی
جہاں پڑا تھا زمیں پر اس کا حسین سا غم گسار بھائی
پکاری رو رو کے اب میں یہاں سے وطن کی ہرگز نہ راہ لوں گی
یہیں رہوں گی یہیں بسوں گی یہیں جیوں گی یہیں مروں گی

☆☆

مہندی کی آج قاسم نوشہ کے دھوم ہے
خیمے میں اہل بیت نبی کے ہجوم ہے
ماں اس بنے کی کہتی یہ منھ چوم چوم ہے
زانو پہ سر جھکاؤ نہ یہ کیا رسوم ہے
اے لال ساس دیکھتی ہوگی قنات سے
مہندی لگاؤ چھوٹی سی سالی کے ہاتھ سے

۵۵۔ کھماج بہاگ مرکب

لاش شہ بولی جدا ہے میرا پہنچا ہاتھ سے
کیونکر اے اماں کروں میں تم کو مجرا ہاتھ سے

۵۶۔ کھماج جھنجھوٹی مرکب

جھولے میں اصغر علی پیاس سے جب مر چلا

بانو گئی پینچنے ہائے یہ دلبر چلا
جاوکا اکبر علی اب مرا اصغر چلا
بیو دیکھو ذرا مجھ سے یہ کیا کر چلا
دیر سے آواز بھی یہ مجھے دیتا نہیں
اب تو گلا اہل گیا سانس بھی لیتا نہیں

۵۷۔ گن کلی

اس کو مجرا جس کو یوں کہتے ہیں سب اہل یقیں
السلام اے سایہ ات خورشید رب العالمیں

۵۸۔ گوجری

مضمون سلام اس کے لکھتا ہے قلم تازہ
جس کا کہ ہے محشر تک ہر سال میں غم تازہ

☆☆

تازی شہ مظلوم کا جب رن سے گھر آیا
تب جانا سکینہ نے کہ شاید پدر آیا
جا دیکھے تو لو ہو بھرا گھوڑا نظر آیا
دوڑی کہ اماں بابا موا، اب قہر آیا

☆☆

بچی شہ کی جب روئی پانی بغیر
کہ ہم مرچلے زندگانی بغیر
کوئی بوند پانی پلاتا نہیں
اے بابا تری مہربانی بغیر

۵۹۔ گوری

آئی سنائی شاہ کی جس دم مدینے میں
صغرا پکاری خاک مرے ایسے جینے میں
کیوں آتش الم نہ لگے میرے سینے میں
ہائے یتیم ہوگئی میں اس مہینے میں
فرقت کا داغ دل پہ سبھی میرے دھر گئے
صغرا کے تھے جو چاہنے والے وہ مر گئے
کیوں مثل آسیانہ فلک نوحہ گر پھرے
خورشید سر برہنہ نہ کیوں چرخ پر پھرے
کیوں جابجا سحاب نہ باچشم تر پھرے
نیزے پہ سر حسین کا جب در بدر پھرے
کیوں داغ دار غم سے نہ سینہ ہو ماہ کا
ٹکڑے ہوا ہے چاند رسالت پناہ کا

☆☆

مجرئی تازہ ہوا پھر شہ کو غم عباس کا
دوش پر اکبر نے جب رکھا علم عباس کا
جان دیتی تھی سکینہ نام پر عباس کے
نام لے سکتے نہ تھے اہل حرم عباس کا

۶۰۔ گوڑ سارنگ

کیوں مضطرب الحال نسیم سحری ہے
ہر دل کو طرح لالے کے داغ جگری ہے
بلبل کو ترانے کے بدل نوحہ گری ہے
اس باغ سے کیا آل محمد سفری ہے

۶۱۔ گونڈ

اے مدینے کے ستارے السلام
کربلا کے گھر اتارے السلام

۶۲۔ للت (مرثیہ راگ ساگر)

جب ہوگیا شہید پیمبر کا ابن عم
پھر شاہزادوں کو نہ ملا چین ایک دم
اہل ستم کے ہائے بیاں کیا کروں ستم
زہر دغا سے ٹکڑے حسن کا جگر کیا

۶۳۔ مالسری

مجرئی جو شہ کے ہیں افلاک کے سائے تلے
وہ ہی آسودہ رہیں گے خاک کے سائے تلے

۶۴۔ مالکوس

اے باد صبا آج وہ سلطان کہاں ہے
وہ بنت نبی فاطمہ کی جان کہاں ہے

۶۵۔ مرگ کھماج جھنجھوٹی

جس دم شب اخیر سکینہ ستم زدی
زانو سے ماں کے آنکھوں کو ملتی ہوئی اٹھی
جاگی تو زلفیں نوچ کے وہ کہنے یوں لگی
کوئی مجھ کو بیچ خواب میں کہتا تھا اس گھڑی
کیا تو نے ماں کے زانو پہ گردن جھکائی ہے
تیرے پدر سے پانی کی خاطر لڑائی ہے

۶۶۔ میاں کی ملار

ہمارے ہاتھ گر مجرے کی شہ کے بار لگ جاوے
یقیں ہے دو جہاں میں اپنا بیڑا پار لگ جاوے

۶۷۔ میگھ

سنو محبان تس دن جگ میں خون نین سے جاری ہے
جس کو دیکھو شہ کے غم کا داغ جگر پر کاری ہے

۶۸۔ نائکی

اٹھی کی لاش پہ زینب پکاری جاکے، رو رو کر اتا کرا جاب گھر در بہن مجرے کو آئی ہے بڑ ساماں لے بھائی
پڑی طرفین پہ آفت مرے سر پہ نہیں چادر تے تن پہ نہیں ہے سرتری وظلومی کے اوپر بہن قربان اے بھائی

۶۹۔ نٹ

کس دن اس شادی نے پایا تھا قرار
ہووے اس شادی کا یہ انجام کار
رات جلوے کی دلھن یوں سوگوار
روتی ہے گھونگھٹ میں چپکی زار زار

۷۰۔ نٹ ملاری

کہو اس پہ سلام و درود سدا کہ جو مطلع صبح سعید ہوا
اسے شام کی فوج نے گھیر لیا مع اہل و عیال شہید ہوا

☆☆

رواں کن اے ملامی سیل اشک چشم گریاں را
کہ تا شوید غبار مرقد شاہ شہیداں را

۷۱۔ بمیر

سلام مقبول جس بشر کا نبی علی کی جناب میں ہے
حساب عصیاں سے اپنے فارغ وہ شخص روز حساب میں ہے

۷۲۔ ہنڈول

جب قضا آئی ہے شہ کو لے کے ماتم کی بہار
زخم کاری شہ کے تن پر کھل رہے ہیں گل انار
خون سے کیاری کھل رہی ہے درمیان کارزار
آج کھیلیں پھاگ کیسا وہ علیؑ کا یادگار

۷۳۔ بیم سارنگ

جس سادی کو حسین اپنے کا غم یاد رہے
اور رونے کے سوا کچھ اسے کم یاد رہے

(۳)

یہ نامکمل مجموعہ بھی سوز خوانی پر کلاسیکی موسیقی کے تسلط کا اندازہ کرانے کے لیے کافی ہے۔ یہ تسلط یہاں تک بڑھ گیا تھا کہ سوز کے تعارف اور تعریف میں بھی موسیقی کی اصطلاحیں استعمال ہونے لگی تھیں۔ بعض اہل فن سوز پڑھنے سے پہلے سامعین کو یہ بھی بتاتے تھے کہ اس کی بندش کس راگ میں ہے۔ اسرار حسین بتاتے ہیں کہ واجد علی شاہ کے یہاں کی مجلسوں میں مہدی خاں جب سوز پڑھتے تھے تو:

> پنچم اور نکھاد کے تینوں سر اس خوبی سے لگتے تھے کہ خود حس
> سجانی بے چین ہو کر بے ساختہ پکار اٹھتے تھے کہ کیا رکھب لگی
> ہے! انیس الدولہ کہتے تھے کہ واہ ری پنچم۔ کوئی حضرت بار
> بار نکھاد کے سر پر پھڑک جاتے تھے۔ بہاگ کا سوز، بہاگ
> کے بعد جنگلا، پھر کافی، پھر ایمن کلیان وغیرہ۔ یہ معلوم ہوتا
> تھا کہ ہر سوز میں آ کر راگنی نے جنم لیا ہے۔

(قدیم ہنر و ہنرمندان اودھ، بحوالہ سوز خوانی)

اس تسلط کا ایک سبب یہ تھا کہ سوز خوانی کی تربیت اور مشق کے لیے گلے کی تیاری، سر کی درستی اور اس غرض سے فن موسیقی کی کچھ نہ کچھ تعلیم ضروری تھی۔ فن موسیقی شرعاً جائز نہیں۔ شریعت غنا کو بعض شرطوں اور پابندیوں کے ساتھ قبول کر سکتی ہے (مثلاً تان پلٹے، گٹکریاں وغیرہ ممنوعات میں ہیں)۔ اس لیے متشرع لوگ سوز خوانی بھی نہیں سنتے تھے۔ سید امیر حیدر سوز خوان ایک مجلس میں پڑھنے بیٹھے تو وہ عالم دین جنھیں وہ بعد میں اس مجلس کو خطاب کرنا تھا، اٹھ کر جانے لگے۔ سوز خوان نے "ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور کو امام مظلوم کا واسطہ مجلس سے اٹھ کر نہ جائیں۔ خلاف شرع اگر کچھ نکلے تو جو سزا تجویز کی جائے، حاضر ہوں۔"

یہ کہہ کر سوز شروع کیا۔ مولانا نے بھی بیٹھ کر سنا اور بہت گریہ کیا (سوز خوانی ص ۶۶)۔ یعنی اس سوز کی پڑھائی میں غنا کے ممنوع عناصر نہیں تھے اور یہ کوئی پرانے زمانے کا سوز تھا۔

پرانے سوز شرعی حدود کے اندر بنائے جاتے تھے۔ ان کی دھنیں نسبتہً سیدھی سادی لیکن بہت پر اثر ہوتی تھیں۔ ان دھنوں کا تیار کرنا آسان کام نہیں تھا اور میر علی کے پائے کے استادوں ہی سے بن آتا تھا۔ ان استادوں کے سوز قیمتی سرمایہ سمجھے جاتے اور سینہ بہ سینہ محفوظ رکھے جاتے تھے۔ قدردان ان کے مستند سوزوں کی تلاش میں رہتے تھے۔ ناول "امراؤ جان ادا" میں امراؤ جان لکھنؤ کے ایک بوڑھے رئیس کے بارے میں بتاتی ہے کہ وہ "سوز خوانی میں یکتا تھے۔ سندی سوز میر علی صاحب کے ان کو پہنچے ہوئے تھے" (طبع ۱۸۹۹ء ص ۵۷)۔

مسعود حسن رضوی ادیب نے (جو خود بھی بہت خوش گلو تھے) قدیم مرثیہ گو شرف کا یہ بند ایک بہت پرانے سوز خوان سے سنا تھا:

سکینہ بی بی کے دیکھنے کو جو رن سے گھر میں امام آئے
حرم جو ڈیوڑھی پہ منتظر تھے حرم سرا میں تمام آئے
سنا سکینہ نے ہو کے زخمی امام عالی مقام آئے
گئے تھے دریا کی سمت پیاسے وہاں سے پھر تشنہ کام آئے
وہ ننھے ننھے سے ہاتھ اٹھا کر دعائیں بابا کو دے رہی تھی
بدن جو زخمی تھا سر سے تا پا بلا سراپا کی لے رہی تھی

ادیب مرحوم یہ سوز انھی سوز خوان کے انداز میں پڑھ کر سناتے اور بتاتے تھے کہ اس کی دھن میر علی کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ آواز کے بہت کم اتار چڑھاؤ والی لیکن بڑی الم ناک دھن تھی۔ ایسی دھنیں تیار کرنے والے کم تھے اور کم ہوتے گئے۔ دوسری طرف سوز خوانی کا بڑھتا ہوا چلن اس میں وسعت اور تنوع کا تقاضا کر رہا تھا جس کی وجہ سے پرانی سادہ دھنوں کے متوازی کلاسیکی راگوں پر استوار دھنیں بنائی گئیں جن میں بعض بہت مشکل اور پیچیدہ ہوتی تھیں، لیکن ان میں بھی اس بات کی خاص احتیاط رکھی گئی کہ سوز پر راگ کی گائکی کا شبہ نہ ہونے لگے۔ اور یہ احتیاط آج کی سوز خوانی میں بھی نظر آتی ہے۔

اس فن میں عورتوں اور غیر مسلموں نے بھی کمال حاصل کیا۔ سکندر آغا کی

کتاب میں مشہور سوز خوان خواتین کے علاوہ غیر مسلم سوز خوان چھمو مہاراج اور دیوتی پانڈے کا بھی ذکر موجود ہے۔ دیوتی پانڈے کو حالیہ برسوں میں شہرت ملی ہے۔

سوز خوانی (جو تخت یا چوکی پر بیٹھ کر ہوتی ہے) مجلس عزا میں منبر کی ذاکری سے قبل اور بالعموم مجلس کا مقدمہ ہوتی ہے۔ لیکن بعض اوقات پوری مجلس ہی سوز خوانی کی ہوتی تھی جس میں کسی خاص استاد کو پڑھوایا جاتا تھا۔ اس کی مثالیں اب بھی گاہ گاہ نظر آجاتی ہیں۔

وہ کلام جو سوز خوانی میں پڑھا جاتا ہے اس کی ترتیب اور اجزا مقرر ہیں یعنی "سوز"، "سلام" اور "مرثیہ" اور ان تینوں اجزا کا مجموعی نام "سوز خوانی" ہے۔ مجلس میں سب سے پہلے سوز ہوتا ہے جس میں مرثیے کا کوئی ایک بند، رباعی یا قطعہ پڑھا جاتا ہے۔ تضمینیں بھی ہوتی ہیں۔ گاہ گاہ فارسی کلام یا بھاکھا کا کوئی دوہا وغیرہ بھی پڑھتے ہیں۔ ایک سوز میں ایک بند یا رباعی وغیرہ سے زیادہ کی خواندگی نہیں ہوتی، البتہ ایک مجلس میں ایک سے زیادہ سوز پڑھنے کی آزادی ہے۔ سوز کے بعد سلام پڑھا جاتا ہے۔ سلام بھی ایک سے زیادہ پڑھے جاسکتے ہیں۔ مرثیہ سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ اس میں ایک ہی دھن میں مرثیے کے بند پڑھے جاتے ہیں۔ بندوں کی تعداد مقرر نہیں، مکمل مرثیہ پڑھنے کی بھی پابندی نہیں ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ پڑھے جانے والے بند واقعات کے مربوط اور مسلسل بیان کی صورت میں ہوں۔ اس ترتیب کو بدلنا سوز خوانی کے قواعد کے خلاف ہے۔ مثلاً سوز سے پہلے مرثیہ یا سلام کے بعد سوز پڑھ دینا ممنوع ہے۔

ان اجزا کی خواندگی کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں۔ سوز کی خواندگی کی رفتار دھیمی ہوتی ہے۔ لفظوں کو زیادہ، کبھی بہت زیادہ، کھینچ کر ادا کیا جاتا ہے اور سوز کا ایک بند پڑھنے میں مرثیے کے تین یا زیادہ بندوں کی خواندگی کے برابر وقت لگ سکتا ہے۔ سلام کی خواندگی حسب ضرورت تیز یا دھیمی رفتار میں ہوسکتی ہے۔ مرثیے کی رفتار معتدل لیکن سوز کی رفتار سے بہر صورت تیز تر ہوتی ہے۔

سوز خوانی میں پڑھے جانے والے کلام کے تنوع کا اندازہ گذشتہ صفحوں میں منقول اقتباسوں سے ہوسکتا ہے۔ اس کلام کا سروکار ذات باری، رسالت مآبؐ، خاندان رسالت، خصوصاً امام حسینؑ اور واقعات کربلا سے رہتا ہے۔

سوز خوانی کا فن اب بھی زندہ ہے لیکن اس کے عروج کا زمانہ گذر گیا، اور کہا جاسکتا ہے کہ ہمارا زمانہ اس فن کا دور زوال ہے۔ اس زوال کے اسباب میں قدردانی اور صاحب کمالوں کی کمی کے ساتھ ساتھ ایک بڑا سبب تحت اللفظ مرثیہ خوانی کا زوال اور اس کی جگہ خطابت والی ذاکری کا رواج ہے۔

عروج کے زمانے میں مجالس عزا پر مرثیہ خوانی چھائی ہوئی تھی۔ رفتہ رفتہ خطابت نے اس کی جگہ لے لی۔ اس ذاکری کی مجلسوں کو زیادہ تر علمائے دین خطاب کرتے تھے اور ان میں شرعی قباحت کی وجہ سے سوز خوانی کا بار پانا مشکل ہوگیا تھا۔ اس طرح سوز خوانی جو تحت خوانی کی مجلسوں کا سر آغاز ہوا کرتی تھی تحت خوانی ہی کی طرح پس منظر میں جا پڑی۔

اب تحت اللفظ مرثیہ خوانی کی مجلسوں کا احیا ہو رہا ہے اور اسی حساب سے سوز خوانی میں بھی جان پڑ رہی ہے۔ یہ صورت حال امید افزا ہے ☆☆☆